عملاً اشتراکی انقلاب کا ماحصل "محدود حق ملکیت" اور "محدود معاشی مساوات" سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اور ادھر اسلام کا نظام معاشی بھی تدریجاً یہی دو نتائج پیدا کرتا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اشتراکیت انسانیت کے اونچے ملکوتی مطالبات سے آنکھیں بند کرکے معدہ کو فکر کا مرکز بناتی ہے، پھر وہ فرد کو ریاست کے شکنجہ میں کس کر اس کے بہت سے فطری حقوق کو سلب کرتی ہے، پھر وہ مجبور ہے کہ انسان کو حیوان قرار دے، پھر اس کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ تصور خدا کی نفی کرے لیکن اسلام تصور خداہی سے دوسرے مسائل کے ساتھ معاش کی گرہ کشائی کرتا ہے۔ وہ معدہ کے ساتھ دل و دماغ کے مطالبات کو بھی پورا کرتا ہے، وہ فرد کو پوری فراخ دلی سے فطری حقوق دیتا ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے دیکھتا ہے جو صرف روٹی کا بھوکا نہیں ہے اور روٹی ہی کے بل پر زندہ نہیں رہتا بلکہ وہ اللہ کی بندہ نوازی کا، اور ایمان و عمل صالح کا بھوکا بھی ہے اور اس کی روح انھیں غذاؤں سے زندہ رہتی ہے۔

مولانا ندوی نے ان دونوں اجتماعی فلسفوں کا تقابل خوبی سے کیا ہے۔ البتہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا فلاسفی سے نکل کر جہاں خالص معاشیاتی نقطۂ نظر سے تقابل کیا گیا ہے، وہاں بحث بالکل تشنہ ہے۔ حالانکہ اشتراکی نظام میں جب معاشیات ہی کو زندگی کا اہم ترین پہلو قرار دیا گیا ہے تو سب سے زیادہ شدید ضرب کا مستحق یہی پہلو ہے، مگر عموماً اس پہلو سے مسلم اہل قلم زکوٰۃ اور میراث اور فے اور غنیمت کے اسلامی ضوابط پر چند جملے کہہ کر بحث ختم کر دیتے ہیں۔ چاہیے یہ کہ مشین کے "عمل ترکزِ زر" کو اعداد و شمار کی روشنی میں تفصیلاً پیش کرکے اسلام کے قوانین معاشی کے "عمل نشر زر" کو بھی سائنٹفک طریقہ سے واضح کیا جائے اور ان دونوں عملوں کے مشترک نتیجہ کو بالکل متعین طریقہ سے سامنے لایا جائے۔ دوسرے لفظوں میں "نظریۂ قدر زائد" کی رو سے جو ظلم نظام سرمایہ داری میں وسیع پیمانہ پر رونما ہوتا ہے اس کے ازالہ کے لیے اسلام کے ضوابط کو کافی و وافی ثابت کیا جائے۔ نیز محنت پیشہ طبقہ کے حقوق کے تحفظ کے لیے شرح و بسط سے اسلامی نقطۂ نظر پر بحث ہونی چاہیے۔ ان سارے مباحث کی ترتیب میں جہاں جہاں بالکل جدید احوال اور جدید مسائل کا سامنا ہو وہاں کتاب و سنت کی اٹل حدود کے اندر رہتے ہوئے مجتہدانہ بصیرت سے کام لیا جائے۔

تاہم یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ "اشتراکیت اور اسلام" اپنی ہم موضوع کتابوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتی ہے۔ (ن۔ص)

بچوں کی نفسیات: از جناب محمد اختر صاحب۔ شائع کردہ:- ادارۂ اشاعت اردو، حیدر آباد، دکن۔ قیمت مجلد عمہ

علم النفس کو تعلیم و تربیت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ مائیں اور باپ گھروں میں اور استاد مدرسوں میں اگر مستقبل کے انسان کو تعمیر کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہیں تو پھر انھیں یہ جاننا چاہیے کہ بچہ کیا ہے؟ اس کے ذہن میں کیا کیا تحریکیں نشو و نما پاتی ہیں؟ وہ خارج سے کس کس طرح اثر پذیر ہوتا ہے؟ اس میں عمر کے ارتقا کے ساتھ کیا کیا دماغی تغیرات ہوتے چلے جاتے ہیں؟ متعلقین کے مختلف سلوک اور رویے اس میں کون کون سی اچھی یا بری صفات کو ابھارتے ہیں؟ وغیرہ! مگر افسوس ہے کہ اردو زبان میں علم النفس پر بہت کم سرمایۂ کتب پایا جاتا ہے اور نفسیات طفلی کے معاملہ میں تو ہنوز "عالم طفلی" ہے۔ جناب شیر محمد اختر صاحب کی پیش نظر کتاب اسی کمی کو ایک حد تک پورا کرتی ہے۔ اگرچہ انگریزی زبان میں اس موضوع پر جو کتابیں پائی جاتی ہیں، یہ کتاب ان کی برابری نہیں کر سکتی، مگر اردو کی حد تک یہ بسا غنیمت ہے